

اور پچھلے سال راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی شکل میں سامنے آچکا ہے۔ ایسی کانفرنسوں کے غور و فکر کا محور صرف ایک ہی رخ ہوتا ہے، اگر کانفرنس کی عام فضا ان کے لادینی عزائم سے ہم آہنگ ہو جائے تو اس کے مباحثات اور مذاکرات کو خوب اچھالا جاتا ہے اور اگر دوچار متصائب، پختہ علم اور راسخ العقیدہ علماء حق کی وجہ سے متغلبین اپنی اغراض خبیثہ میں شکست کھاجائیں تو ایسی مجالس کے تمام زیر بحث امور اور فیصلوں کو پردہ خفا اور گوشہ گمنامی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس اس کی واضح مثال ہے جس کی اسٹیڈنگ کمیٹیوں کی اصل حقیقت اور اس کے اصل محرکات تو تب ظاہر ہوں گے جبکہ اس کے فیصلوں اور بحث و مباحثہ کے پس منظر میں اس میں شرکت کرنے والوں کی علمی اور دینی حیثیت سامنے آ جائے۔ ملائیشیا کی موجودہ سیاسی حیثیت پھر پچھلے دنوں بعض اسلامی امور کے بارہ میں اس کی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے غیر اسلامی انداز فکر اور عالمی پیمانہ پر زیر بحث مسائل پر ایک ہی انداز میں غور و خوض کی بناء پر ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں یہ کانفرنس بھی اسلام کو لادینی مغرب کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرانے کی ایک سعی نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کی ہر سعی بالآخر بے کار اور لاعمل ہی ثابت ہوگی کہ اس قسم کی کانفرنسیں خواہ کتنی ہی "عظیم اور لامثال" کیوں نہ ہوں، اسلام کی ابدیت اور قطعیت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں، بلکہ اسلام کی حفاظت کے لئے خداوند کریم کی غیبی امداد کی بناء پر ایک گونہ اطمینان ہے کہ مصر کے مجمع البحوث اور راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی طرح یہ کانفرنس بھی متحدین اور ملحدین کی شکست اور اسلام کی سچائی اور ابدیت کے اعلان کا ذریعہ بن جائے گی کہ جس ذات نے اسلام کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ہر دور میں "فتنہ اور شر" کے ایسے ہی مواقع سے "خیر" کا پہلو ظاہر کرتا چلا آیا ہے۔

حال ہی میں ہندوستان میں حضور نبی کریم فخر کائنات رحمت العالمین کی اعلیٰ و ارفع شان میں مشہور مؤرخ ڈائن بی کی گستاخانہ حرکت پر منظر ہرے ہوئے، بلاشبہ ناموس رسالت پر مرتٹنے والوں کا جان و مال سے بے نیاز ہو کر میدان میں کود پڑنا تقاضائے دین و ایمان ہے اور کوئی مسلمان ذلیل لیرپ کی آئے دن کی ایسی کمینہ حرکات پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ڈائن بی اسلام کے حق میں مغربی علماء میں سب سے زیادہ وسیع الظرف حقیقت پسند

اور صاف گوشتے، مگر بالآخر اسکی اسلام دشمنی اور بدطینتی سے بھی مصنوعی پردہ سرگ گیا اور حقیقت ظاہر ہو گئی کہ یورپ کا کوئی سکالر اور بڑے سے بڑا مؤرخ بھی اسلام اور نبی کریمؐ کے بارہ میں مخلص اور بلند حوصلہ نہیں ہو سکتا، خواہ اس کا علم و تحقیق اسے اعتراف حق اور حق شناسی پر اسے بارہا مجبور کیوں نہ کر چکا ہو۔ ٹوائن بی کی اس غیر مثالیانہ جسارت نے اسکی علمی ساکھ کو بوجھ دھکا لگا دیا ہے اب وہ عمر بھر اسکی تلافی نہیں سکے گا۔ ٹوائن بی کے اس تعابلی مضمون کو ہندوستان کے ایک ہندو اخبار نے شائع کیا کہ اسے تو اپنے لیڈر گاندھی کی شخصیت اچھانے کا ایک موقع ہاتھ آیا تھا، لیکن کیا ہمارے بعض سرکاری حلقوں کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس واقعہ کو ”سیاسی اسٹنٹ“ کے طور پر استعمال کریں، ایسی باتوں کا وزن عمل اور کردار کی کھسوٹی پر معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اس معیار پر ہم خود کیسے اترتے ہیں۔ ہمارے ہاں حضور سرور کائنات علیہ السلام کی عظمت و تقدیس کتنی محفوظ ہے۔ ہمارے قلوب میں سرور کائنات کی ناموس اور حرمت کا کیا حال ہے۔ کیا ان کی ذات ان کی نبوت ان کی سیرت اور ان کی سنت کی اعلیٰ و ارفع اور تشرعی حیثیت پر دست اندازی کرنے والوں کا ہم خود کچھ محاسبہ کر رہے ہیں۔ یا انہیں مختلف طریقوں، سرکلر، پریس نوٹ اور سرکاری نوٹوں کے ذریعہ تحفظ دے رہے ہیں۔ کیا ہم حضور بنی ادین و آخرینؐ کی قبائے افتخار ختم نبوت کی عصمت و حرمت کو مجروح کرنے والوں کو کلیدی مناصب سے نواز رہے ہیں۔ کیا ہمارے ہاں نبوت کے لوازم ذات، وحی، اسکی عصمت اور کلام اللہ کی اعجازی حیثیت پر ریسرچ اور تحقیق کے نام سے ہاتھ نہیں چلایا جا رہا، کیا فضل الرحمان، غلام احمد پر دین اور بیسوی صدی کے مرزائی دجال سے بڑھ کر توہین رسول کا مرتکب بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ عیسائی یا کوئی دوسرا غیر مسلم اگر گستاخی کرے تو اسے شرک اور کفر کی وجہ سے اس کے عناد پر حمل کیا جائے گا مگر اسلام کا نابادہ اور ہر علم و تحقیق اور الہام و کاشفہ کی کمین گاہ میں بیٹھنے والے ڈاکوؤں سے ہمارا سلوک کیسا ہے۔ اگر کسی مسلم قوم اور کسی اسلامی مملکت میں حضورؐ کی عظمت اسلام کی حرمت اور اس کے بنیادی تقاضے محفوظ نہیں ہیں تو اسے کب زیب دیتا ہے کہ ایسی ”غیر مسلم حرکات“ پر چیخ و پکار کر کے اپنی سیاست کا آلہ سیدھا کرنا چاہے جبکہ خود اپنے ہاں ایسی بے باکانہ جراتوں کو نہ صرف یہ کہ بے لگام چھوڑ دیا گیا ہو بلکہ سرکاری سطح تک ایسے لوگوں کی صفائی کی جاتی ہو۔ ہاں اگر ہمارے قلوب عظمت نبوت اور مقام رسالت

کے اعتراف سے معمور ہیں، تو احتجاج تو کیا اگر ہماری جان و مال اور پوری متاعِ حیات بھی ناموسِ نبوت کی حفاظت پر قربان ہو جائے، تو اس سے اہم فریضہ اور اس سے بڑھ کر سرمایہ سرخروئی اور کیا ہو سکے گا۔؟

ممتاز مسلمان عالم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب مال مقیم پیرس نے دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ فقہ حنفی کی اہم ترین شخصیت امام محمد بن الحسن الشیبانی کی بارہ سوئیں برسی بڑے اہتمام سے منائیں جو کہ ۱۳۸۹ھ میں منائی جا رہی ہے۔ اس موقع پر یونیٹیکو نے امام شیبانی کی کتاب سیرت کبیرہ کا فرانسیسی ترجمہ شائع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ امام اعظم کی فقہ کی اشاعت اور اسکی تدوین اور ترتیب میں امام محمد کو بنیادی مقام حاصل ہے اور ان کی مذکورہ کتاب تو عالمی تاریخ میں بین الاقوامی تعلقات اور قوانین پر قدیم ترین کتاب مانی گئی ہے، مسلمانوں کے ایک جلیل القدر فرزند کے علمی کارناموں کی یاد اور ان کی ترویج و اشاعت اور تعارف کی غرض سے مشرق کے مایہ ناز عالم ڈاکٹر حمید اللہ کی یہ اپیل ہر لحاظ سے قابلِ توجہ ہے، مگر مسلمانوں میں آج کتنے ہیں جنہیں اپنے شاندار ماضی کے ایسے لامثال افراد کے نام تک بھی معلوم ہوں، جن بزرگوں کے علوم اور آراء سے استفادہ اور اشاعت کو یورپ بھی اپنے بدترین تعصب کے باوجود ضروری اور قابلِ فخر سمجھ رہا ہو، آج خود مسلمانوں کو ان پر کتنا اعتماد اور ان کے علوم سے کتنا رابطہ ہے۔؟

یورپ کے خلائی تسخیری کارناموں اور سائنسی ترقیات، پھر اس کے ساتھ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا جذبہ اور اس جذبہ کے تحت اسلحہ کی بے تحاشا دوڑ۔۔۔ یہ سب چیزیں نگاہ میں رکھیے اور پھر ذیل کی تازہ خبر پڑھ کر ان ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں کا اندازہ لگائیے جس کی طرفت زمین کے باشندے ان ہی ترقیات کی بدولت دوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ امریکہ کے بیس میگاٹن بم کے بارہ میں خود امریکی سائنسدان سینس یاٹنگ کا کہنا ہے کہ اسکی تباہ کاری ایٹم بم سے سینکڑوں درجہ شدید ہے، اس کے موجودہ ذخیرہ کا عشرِ عشر یا حصہ ششمِ زمین میں ستر کروڑ انسانوں کو متاعِ حیات سے محروم کر سکتا ہے۔ اس بم کے پھٹنے سے تقریباً سو سو کلومیٹر کی نظروں تک زمین آگ اگلتی نظر آئے گی اور بالفاظِ دیگر زمین خود جہنم بن جائے گی۔